فصل ششم

عالمگیر اُمّتِ مُسلمہ کی تاسیس

(۴)

اُمّتِ مسلمہ کی حقیقی حیثیت اِس طرح جو جماعت وجود میں آئی تھی وہ کسی معنی میں بھی ایک "قوم" نہ تھی۔ اُس کی حقیقی حیثیت کو اُن الفاظ سے اچھی طرح سمجھا جا سکتا ہے جو قرآن اور حدیث میں اُس کے لیے استعمال کیے گئے ہیں۔

حزب ایک لفظ حزب ہے جو قرآن مجید میں دو جگہ مسلمانوں کے لیے استعمال ہوا ہے (المائدہ۔ آیت ۵۶۔ المجادلہ آیت ۲۲)، اور یہ بعینہٖ پارٹی کا ہم معنی ہے۔ دونوں جگہ مسلمانوں کو حزبُ اللہ (اللہ کی پارٹی کے لوگ) کہا گیا ہے، یعنی اُس پارٹی کے لوگ جنہوں نے اپنے آپ کو اللہ کے کام کے لیے وقف کر دیا ہے۔ قومیں نسل و نسب کی بنیاد پر اُٹھتی ہیں اور پارٹیاں اصول و مسلک کی بنیاد پر۔ اِس لحاظ سے مسلمان حقیقت میں قوم نہیں بلکہ ایک پارٹی ہیں۔ کیونکہ اِن کو تمام دنیا سے الگ اور ایک دوسرے سے وابستہ صرف اِس بنیاد پر کیا گیا ہے کہ یہ ایک اصول اور مسلک کے معتقد اور پیرو ہیں، اور جن لوگوں سے اِن کا اصول و مسلک میں اشتراک نہیں ہے وہ خواہ اِن سے قریب ترین خونی اور مادّی رشتے ہی کیوں نہ رکھتے ہوں، اُن کے ساتھ اِن کا کوئی میل نہیں ہے۔

قرآن روئے زمین کی اِس پوری آبادی میں صرف دو ہی پارٹیاں دیکھتا ہے۔ ایک اللہ کی پارٹی (حزبُ اللہ)۔ دوسری شیطان کی پارٹی (حزبُ الشیطان)۔ شیطان کی پارٹی میں خواہ باہم اصول و مسلک کے اعتبار سے کتنے ہی اختلافات ہوں، قرآن ان سب کو ایک سمجھتا ہے، کیونکہ ان کا طریقِ فکر اور طریقِ عمل بہر حال اسلام نہیں ہے اور جزئی اختلافات کے باوجود بہر حال وہ سب شیطان کے اتباع پر متفق ہیں۔ قرآن کہتا ہے:

اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ۔ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ۔ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۔ (المجادلہ۔۱۹)

"شیطان اُن پر مسلط ہو چکا ہے اور اُس نے خدا کی یاد اُن کے دل سے بھلا دی ہے۔ وہ شیطان کی پارٹی کے

لوگ ہیں۔ خبردار رہو، شیطان کی پارٹی والے ہی خسارے میں رہنے والے ہیں"

برعکس اس کے اللہ کی پارٹی والے خواہ نسل اور وطن، رنگ اور زبان اور تاریخی روایات کے اعتبار سے باہم کتنے ہی مختلف ہوں، بلکہ چاہے اُن کے آباؤ اجداد میں باہم خونی عداوتیں ہی کیوں نہ رہ چکی ہوں جب وہ خدا کے بتائے ہوئے طریق فکر اور مسلکِ حیات میں متفق ہو گئے تو گویا الٰہی رشتے (حَبْلُ اللہ) سے باہم جڑ گئے اور اس نئی پارٹی میں داخل ہوتے ہی ان کے تمام تعلقات حزبُ الشیطان والوں سے کٹ گئے۔

اُمت دوسرا لفظ جو مسلمانوں کے لیے پارٹی ہی کے معنی میں قرآن نے چار جگہ (البقرہ - ۱۲۸ - ۱۴۳ - آل عمران ۱۰۴ - ۱۱۰) استعمال کیا ہے وہ لفظ اُمت ہے۔ حدیث میں بھی یہ لفظ کثرت سے مستعمل ہوا ہے۔ اُمت اس جماعت کو کہتے ہیں جس کو کسی امرِ جامع نے مجتمع کیا ہو۔ جن افراد کے درمیان کوئی اصل مشترک ہو اُن کو اُسی اصل کے لحاظ سے "اُمت" کہا جاتا ہے۔ مثلاً ایک زمانے کے لوگ بھی "اُمت" کہے جاتے ہیں۔ ایک نسل یا ایک ملک کے لوگ بھی "اُمت" کہے جاتے ہیں۔ مگر مسلمانوں کو جس اصلِ مشترک کی بنا پر اُمت کہا گیا ہے وہ نسل یا وطن یا معاشی اغراض وغیرہ نہیں ہیں بلکہ وہ اُن کی زندگی کا مشن اور اُن کی پارٹی کا اُصول اور مسلک ہے۔ چنانچہ قرآن کہتا ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ (آل عمران - ۱۱۰)۔

"تم وہ بہترین اُمت ہو جسے نوعِ انسانی کے لیے نکالا گیا ہے۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو۔ بدی سے روکتے ہو اور خدا پر ایمان رکھتے ہو"

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا۔ (البقرہ - ۱۴۳)

"اور اس طرح ہم نے تم کو ایک بیچ کی اُمت بنایا ہے تاکہ تم نوعِ انسانی پر نگران ہو اور رسول تم پر نگران ہو"

اِن آیات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ "مسلمان" دراصل ایک بین الاقوامی پارٹی کا نام ہے۔ دنیا کی ساری قوموں میں سے اُن اشخاص کو چھانٹ کر نکالا گیا ہے جو ایک خاص اُصول کو ماننے، ایک خاص پروگرام کو عمل میں لانے اور ایک مشن کو انجام دینے کے لیے تیار ہوں۔ یہ لوگ چونکہ ہر قوم میں سے نکلے ہیں اور ایک پارٹی بن جانے کے بعد کسی قوم سے بھی اِن کا تعلق نہیں رہا ہے، اس لیے یہ بیچ کی اُمت ہیں۔ لیکن ہر ہر قوم سے تعلق توڑنے کے بعد سب قوموں سے اِن کا ایک دوسرا تعلق قائم کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ دنیا میں خدائی فوجدار کے فرائض انجام

دین ۔ " تم نوعِ انسانی پر نگراں ہو" کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ مسلمان خدا کی طرف سے دنیا میں نوجدار مقرر کیا گیا ہے اور " نوعِ انسانی کے لیے نکالا گیا ہے" کا فقرہ صاف کہہ رہا ہے کہ مسلمان کا مشن ایک عالمگیر مشن ہے۔ اس مشن کا خلاصہ یہ ہے کہ " حزب اللہ" کے رہنما سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو فکر و عمل کا جو ضابطہ خدا نے دیا تھا اُس کو تمام ذہنی، اخلاقی اور مادی طاقتوں سے کام لے کر دنیا میں نافذ کیا جائے، اور اس کے مقابلہ میں دوسرے ہر طریقے کو مغلوب کر دیا جائے۔ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ۔ یہ ہے وہ چیز جس کی بنیاد پر مسلمان ایک اُمت بنائے گئے ہیں۔

جماعت | تیسرا اصطلاحی لفظ جو مسلمانوں کی اجتماعی حیثیت ظاہر کرنے کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بکثرت استعمال کیا ہے وہ لفظ جماعت ہے، اور یہ لفظ بھی "حزب" کی طرح بالکل پارٹی کا ہم معنی ہے۔ عَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ اور يَدُ اللهِ على الجماعةِ، اور ایسی ہی بکثرت احادیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ " قوم" یا " شَعْب" یا اس کے ہم معنی دوسرے الفاظ استعمال کرنے سے قصداً احتراز فرمایا اور ان کے بجائے " جماعت" ہی کی اصطلاح استعمال کی۔ آپ نے کبھی یہ نہ فرمایا کہ " ہمیشہ قوم کے ساتھ رہو" —— یا " قوم پر خدا کا ہاتھ ہے"۔ بلکہ ایسے تمام مواقع پر آپ جماعت ہی کا لفظ استعمال فرماتے تھے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے اور یہی ہوسکتی ہے کہ مسلمانوں کے اجتماع کی نوعیت ظاہر کرنے کے لیے " قوم" کے بجائے " اُمت"، " جماعت"، " حزب" (پارٹی) کے الفاظ ہی زیادہ مناسب ہیں۔ قوم کا لفظ جن معنوں میں عموماً مستعمل ہوتا ہے ان کے لحاظ سے ایک شخص خواہ وہ کسی مسلک اور کسی اصول کا پیرو ہو، ایک قوم میں شامل رہ سکتا ہے جبکہ وہ اُس قوم میں پیدا ہوا ہو اور اپنے نام، طرزِ زندگی اور معاشرتی تعلقات کے اعتبار سے اُس قوم کے ساتھ منسلک ہو۔ لیکن امت، جماعت، حزب اور پارٹی کے الفاظ جن معنوں میں مستعمل ہوتے ہیں اُن کے لحاظ سے اصول اور مسلک ہی پر پارٹی میں شامل ہونے یا اس سے خارج ہونے کا مدار ہوتا ہے۔

اصولی جماعت اور قومی جماعت کا فرق | اب ایک جماعت تو وہ ہوتی ہے جس کے پیشِ نظر ایک قوم یا ملک کے مخصوص حالات کے لحاظ سے سیاسی تدبیر کا ایک خاص نظریہ اور پروگرام ہوتا ہے۔ اس قسم کی جماعت محض ایک سیاسی پارٹی ہوتی ہے اس لیے وہ اُس قوم کا جزء بن کر کام کرسکتی ہے اور کرتی ہے جس میں وہ پیدا ہوتی ہو۔

دوسری جماعت وہ ہوتی ہے جو ایک کلّی نظریہ اور جہانی تصوّر (WORLD IDEA) لے کر اٹھتی ہے، جس کے پاس تمام نوعِ انسانی کے لیے بلا لحاظِ قوم و وطن ایک عالمگیر مسلک ہوتا ہے، جو پوری زندگی کی تشکیل و تعمیر ایک خاص ڈھنگ سے کرنا چاہتی ہے، جس کا نظریہ و مسلک عقائد و افکار اور اصولِ اخلاق سے لے کر انفرادی

برتاؤ اور اجتماعی نظام کی تفصیلات تک ہر چیز کو اپنے سانچے میں ڈھالنا چاہتا ہے، جو ایک مستقل تہذیب (CULTURE) اور ایک مخصوص تمدّن (CIVILIZATION) کو وجود میں لانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ یہ جماعت بھی اگرچہ ہوتی ایک جماعت ہی ہے، لیکن یہ اُس قسم کی جماعت نہیں ہوتی جو کسی قوم کا جزء بن کر کام کرسکتی ہو۔ یہ محدود قومیتوں سے بالاتر ہوتی ہے۔ اس کا تو مشن ہی یہ ہوتا ہے کہ اُن تمام تعصبات کو توڑ ڈالے جن سے دنیا میں نسل، رنگ، زبان، وطن اور روایات کی بنیاد پر مختلف قومیتیں بنی ہیں۔ یہ اپنے آپ کو اِن قومیتوں کے ساتھ کیسے وابستہ کرسکتی ہے؟ یہ تو نسلی و تاریخی قومیتوں کے بجائے ایک عقلی قومیت (RATIONAL NATIONALITY) بناتی ہے۔ جامد قومیتوں کی جگہ ایک نامی قومیت (EXPANDING NATIONALITY) بناتی ہے۔ یہ خود ایک ایسی قومیت بنتی ہے جو فکری و تہذیبی وحدت کی بنیاد پر روئے زمین کی پوری آبادی کو اپنے دائرے میں لینے کے لیے تیار ہوتی ہے۔ لیکن اس معنی میں ایک قومیت بننے کے باوجود حقیقت میں یہ ایک جماعت ہی رہتی ہے، کیونکہ اس میں شامل ہونے کا مدار اتفاقی پیدائش پر نہیں ہوتا بلکہ اُس خاص نظریہ و مسلک کی شعوری پیروی پر ہوتا ہے جس کی بنیاد پر یہ جماعت بنتی ہے۔

مسلمان دراصل اسی دوسری قسم کی جماعت کا نام ہے۔ یہ اُس قسم کی پارٹی نہیں ہے جیسی پارٹیاں ایک قوم میں بنا کرتی ہیں۔ بلکہ یہ اس قسم کی پارٹی ہے جو ایک ہمہ گیر نظامِ زندگی اور ایک مستقل نظامِ تہذیب و تمدن بنانے کے لیے اُٹھتی ہے اور چھوٹی چھوٹی قومیتوں کی تنگ سرحدوں کو توڑ کر عقلی بنیادوں پر ایک بڑی جہانی قومیت (WORLD NATIONALITY) بنانا چاہتی ہے۔ اس کو "قوم" کہنا اس لحاظ سے تو درست ہوگا کہ یہ اپنے آپ کو دنیا کی نسلی یا تاریخی قومیتوں میں سے کسی قومیت کے ساتھ بھی باعتبار جذبات وابستہ کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتی بلکہ اپنے نظریۂ حیات (VIEW OF LIFE) اور فلسفۂ اجتماع (SOCIAL PHILOSOPHY) کے مطابق خود اپنی تہذیب کی عمارت الگ بناتی ہے۔ لیکن اس معنی کے لحاظ سے ایک الگ "قوم" ہونے کے باوجود حقیقت میں یہ "جماعت" ہی رہتی ہے کیونکہ محض اتفاقی پیدائش (MERE ACCIDENT OF BIRTH) کسی شخص کو اس کا ممبر نہیں بنا سکتی جب تک کہ وہ اس کے مسلک کا معتقد اور پیرو نہ ہو۔ اور اسی طرح کسی شخص کا کسی دوسری قوم میں پیدا ہونا اس امر میں مانع بھی نہیں ہوسکتا کہ وہ اپنی قوم سے نکل کر اس قوم میں داخل ہو جائے جب کہ وہ اس کے مسلک پر ایمان لانے کے لیے تیار ہو۔ پس جو کچھ ہم نے کہا ہے اس کا مطلب دراصل یہ ہے کہ مسلمانوں کی قومیت اُن کے ایک جماعت یا پارٹی ہونے ہی کی بنا پر قائم ہے۔ جماعتی حیثیت جز کا حکم رکھتی ہے

اور قومی حیثیت اس کی فرع ہے۔ اگر جماعتی حیثیت کو اس سے الگ کر لیا جائے اور یہ محض ایک "قوم" بن کر رہ جائے تو یہ دراصل مسلمان ہونے کی حیثیت سے اِس کے وجود کی نفی ہے۔

خلاصۂ بحث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی میں اُمتِ مسلمہ کی بہ حیثیت ایک جداگانہ تنظیم، اور ایک مستقل معاشرے کی حیثیت سے اِس کی تاسیس، اور غیر مسلم معاشرے سے اُس کی قطعی علٰحدگی اگرچہ یکلخت نہیں بلکہ بتدریج کئی سال میں ہوئی۔ لیکن دعوتِ اسلامی کا آغاز جس ڈھنگ پر ہوا تھا، اُس سے لوگوں نے ابتدا ہی میں یہ بھانپ لیا تھا کہ یہ تحریک کس رُخ پر جاری ہے اور آخر کار یہ کیا رنگ لائے گی۔ اِس لیے پُرانے جاہلی معاشرے کو جو لوگ بھی باقی رکھنا چاہتے تھے وہ سب اِس پر بھڑک اُٹھے اور اپنے درمیان سے اِس نئی اُمت کے اُبھرنے کو روکنے کے لیے انہوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔